Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

بچوں کی تعلیم وتربیت کے عصری تقاضے اور حائل رکاوٹوں کا تدارک

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

"MODERN REQUIREMENTS FOR EDUCATION AND TRAINING OF CHILDREN AND REMOVAL OF OBSTACLES"

ڈاکٹر سید محمود احمد حسنین *

ڈاکٹر شعیب عارف **

***Dr. Hafiz Abdul Majeed

ABSTRACT:

There is no doubt that in the blessings and favors of Allah Subhanahu wa Ta'ala, the most precious blessing is to the children. Allah Subhanahu wa Ta'ala has appointed parents as guardians over their children. They should be introduced to Islamic teachings in order to improve the faith and morals of children,help their children to become successful citizens of the society.The moral and development of nations depends on the education and training of children. The child tries to put into practice what he sees at an early age-Parents and teachers are the educators of children. Attitudes of parents and teachers have a positive or negative effect on the minds of children because the child follows his follower in his behavior. In Pakistani society, parents face many problems regarding the training of their children. On the one hand, parents are deprived of the principles of training, on the other hand, the media has become fearless beyond measure. It is noteworthy that we find the solution to every issue of life in the Qur'an and Sunnah. In this research article, I will present the education and training of children in accordance with modern requirements and the removal of obstacles in the light of Islamic teachings. This will highlight the root causes of the problems that arise in the training of children as parental mentors and the guidance of children in the light of Qur'an and Sunnah.

Key words: *guardians, Attitudes of parents, positive or negative effect, training.*

اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات میں گرانقدر نعمت اولاد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کو اولاد پر نگران مقرر کیا ہے۔ والدین پر لازم ہے کہ وہ بچوں کے عقیدے کی اصلاح اور اخلاق کو سنوارنے کے لئے انہیں اسلامی تعلیمات سے آشنا کریں تاکہ وہ معاشرے کا ایک مہذب اور امن پسند شہری بنے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت پر اقوام کے اخلاق اور ترقی کا انحصار ہے۔ بچے ہی بڑے ہو کر معاشرے کی طاقت اور قوم کا سرمایہ بنتے ہیں۔ خاندان معاشرے میں بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ بچوں کی ابتدائی درسگاہ اس کا گھر ہوتا ہے۔ بچے کی اچھی یا بری عادت اپنانے میں گھریلو ماحول کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ بچہ چھوٹی عمر میں جو کچھ دیکھتا ہے اسے عملاً اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ والدین اور اساتذہ بچوں کے مربی ہیں۔ والدین اور اساتذہ کے رویوں کا بچوں کے ذہن پر اچھا یا بُرا اثر پڑتا ہے کیونکہ بچہ چال چلن میں اپنے مقتدی کی پیروی کرتا ہے اور شعوری اور لاشعوری طور پر مربی کی نقل اتارتا ہے بلکہ نفس وشعور میں مربی کی قولی وفعلی اور حسی اور معنوی صورت منقش ہو جاتی ہے چاہے اسے پتہ چلے یا پتہ نہ چلے۔

پاکستانی معاشرے میں بچوں کی تربیت کے حوالے سے والدین کو بہت سے مسائل درپیش ہیں۔ والدین ایک طرف تو تربیت کے صحیح طریقوں سے بے بہرہ ہیں اور دوسری طرف میڈیا پر والدین یا اساتذہ تو کیا حکومت کا بھی کنٹرول نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے آنے والی نسلیں اقدار سے بے خبر نظر آتی ہیں۔ مسلمان ہونے کے ناطے اگر والدین اور اساتذہ کرام نے بچوں کو قرآن وحدیث کے رہنما اصولوں کی روشنی میں تربیت کے صحیح طریقے اور مسائل کا حل نہ دیا اور اسلام کے نظریات کے مطابق تربیت کے بنیادی اصولوں کو بنیادی تعلیم کا حصہ نہ بنایا تو آنے والی نسلیں ملک وملت کے لئے مزید بگاڑ کا سبب بن جائیں گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تربیت کرنے والا مربی خواہ معلم ہو، استاد ہو یا ماں باپ یا سرپرست اگر وہ اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کو پوری امانت داری، عزم اور اسلام کے مطلوبہ طریقے کے مطابق ادا کرے گا تو اس جدوجہد کے نتیجہ میں ایک مثالی، نیک اور صالح معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔

یہ امر قابل غور ہے کہ زندگی کے ہر مسئلہ کا حل ہمیں قرآن وسنت سے مل جاتا ہے۔ اس تحقیقی آرٹیکل میں ”عصری تقاضوں کے مطابق بچوں کی تعلیم وتربیت اور حائل

* اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

** لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف گجرات

***HOD, Department of Islamic Studies &Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

رکاوٹوں کا تدارک اسلامی تعلیمات کی روشنی میں" پیش کروں گا جس سے والدین کے مربی ہونے کی حیثیت، تربیت اولاد میں پیش آنے والے مسائل کی بنیادی وجوہات اور قرآن وسنت کی روشنی میں عصری تقاضوں کے مطابق بچوں کی تعلیم وتربیت کی راہنمائی اجاگر ہو جائے گی۔

تربیت کی ضرورت واہمیت

یوں تو معاشرے کے ہر بچے کے لیے تعلیم وتربیت ضروری ہے خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ ہر فرد بشر اپنے اپنے نظریے مذہب اور عقائد کی بنیاد پر بچوں کی تعلیم وتربیت کو ضروری سمجھتا۔ انسانی فطرت کے لحاظ سے بچپن کا دور ہی اس کی پوری زندگی کی بنیاد ہے۔ یہی زمانہ اس کی ذہن سازی کا ہوتا ہے۔ بچپن کے ماحول کے اثرات جوانی اور بڑھاپے تک باقی رہتے ہیں۔ بچپن میں اگر بچے کے اخلاق وکردار کو اچھی تعلیم وتربیت کے ذریعہ سنوارنے کی کوشش کی جائے تو وہ یقیناً بارآور ثابت ہوگی ورنہ جوانی میں بری عادتوں کی اصلاح نہایت مشکل ہو جاتی ہے۔

بنی نوع انسان پر دین اسلام کے بے شمار احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دین اسلام انسانی نفوس کی تربیت، افراد کی تعمیر اور معاشرے کے درست کرنے اور ان میں شرافت اور ترقی کی راہ ہموار کرنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور محبوب a کو اخلاق کا بہترین نمونہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍO﴾ (1)

ترجمہ: اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متّصف ہیں)O

بچوں کی تعلیم اور ادب میں قرآنی آداب واعلیٰ اخلاق جو سیدھے راستے پر ڈالنے والے ہیں سکھانا تربیت کہلاتا ہے۔ امام غزالی "احیاء علوم الدین" میں رقم طراز ہیں:

" وَكَمَا أَنَّ الْبَدَنَ فِي الِابْتِدَاءِ لَا يُخْلَقُ كَامِلًا وَإِنَّمَا يكمل ويقوى بالنشو وَالتَّرْبِيَةِ بِالْغِذَاءِ فَكَذَلِكَ النَّفْسُ تُخْلَقُ نَاقِصَةً قَابِلَةً لِلْكَمَالِ وَإِنَّمَا تُكْمَلُ بِالتَّرْبِيَةِ وَتَهْذِيبِ الْأَخْلَاقِ." (2)

ترجمہ: جس طرح بدن ابتداء میں کامل پیدا نہیں ہوتا بلکہ غذا کے ذریعے اس کی نشوونما اور تربیت ہوتی ہے تو مضبوط ہوتا ہے۔ اسی طرح نفس بھی ناقص لیکن کمال کو قبول کرنے والا پیدا کیا گیا ہے۔ اور وہ تربیت اور تہذیب اخلاق نیز علمی غذا کے ذریعے مکمل ہوتا ہے۔

تمام انبیاء کرام f اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ حضور نبی اکرم a سب سے بڑھ کر بہترین اخلاق کا نمونہ ہیں۔ اعلیٰ خلق سید الرسل a کی صفت اور صدیقین کا افضل عمل ہے۔ حضور نبی اکرم a کے اخلاق کریمانہ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ j فرماتی ہیں:

(كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔) (3)

ترجمہ: آپ کا خلق قرآن ہے۔

اخلاقی تربیت ہی سے کسی بچے کو معاشرے کا بہترین رکن اور قوم کا ایک مفید فرد بنایا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے ہمیں کتاب اللہ اور سنتِ رسول a سے بڑی تسلی بخش اور وسیع راہنمائی میسر آتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ g سے روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم a نے فرمایا:

(كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ۔) (4)

ترجمہ: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پس اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

تربیت کا معنی ومفہوم

زندگی کے تمام دائروں سے متعلق اچھے اور پسندیدہ انداز واطوار سکھا دینا، اچھے کردار اور اچھی عادات کو پختہ کرنا تربیت میں شامل ہیں۔ لغت کے اعتبار سے تربیت کے معنی پرورش اور نگہداشت کے ہیں۔ المعجم الوسیط میں ہے:

رب الولد ربا وليه و تعهده بما يغذيه و ينميه۔ (5)

ترجمہ: رب الولد کا معنی ہے بچے کی پرورش کرنا، نگہداشت کرنا اور اسے غذا دینا اور نقصان سے بچانا۔

تفسیر ابو سعود میں تربیت کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"التربية هى تبليغ الشئى الى كماله شيا فشيا۔" (6)

ترجمہ: تربیت سے مراد کسی چیز کو درجہ بدرجہ اس کے کمال تک پہنچانا ہے۔

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تربیت کا مقصد مخصوص اور متعین کردار سازی ہے جس کا تعلق فرد کی پوری زندگی کے تمام گوشوں سے ہے۔

تربیت کا عمل اس وقت موثر ترین ہو جاتا ہے جب مربی کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ دور حاضر کے عظیم محقق شیخ عبد اللہ ناصح نے لکھا ہے:

"إن الولد مهما كان استعداده للخير عظيمًا. ومهما كانت فطرته نقيةً سليمة... فانه لا يستجيب لمبادئ الخير۔ و أصول التربية الفاضلة مالم ير المربي في ذروةِ الأخلاق۔"(7)

ترجمہ: بچے میں خیر کی خواہ کتنی زبردست صلاحیت کیوں نہ ہو اور اس کی فطرت خواہ کتنی ہی سلیم اور صاف ستھری کیوں نہ ہو تب بھی خیر کی بنیادی باتوں اور بہترین تربیت کے اصولوں پر وہ اس وقت تک لبیک نہیں کہے گا جب تک مربی کو اخلاق کی چوٹی اور اچھائیوں کی بلندی اور اسوہ و نمونہ کی معراج پر نہ دیکھے۔

مربی کے لیے یہ بڑا آسان ہے کہ تربیت کے طریقوں میں سے کوئی طریقہ بچے کو سمجھا دے لیکن یہ نہایت ہی مشکل کام ہے کہ بچہ اسی طریقے کو اپنائے۔ جب تک کہ وہ مربی کو اصولوں پر عمل پیرا نہ دیکھ لے۔

تعلیم کا معنی و مفہوم

تعلیم کا مادہ، ع۔ل۔م۔(علم) ہے۔ یہ لفظ عربی قاعدے سے علم۔ یعلم سے مصدر ہے۔ جس کے معنی علم پہنچانا، علم دینا اور علم منتقل کرنا یا سکھانا ہیں مثلاً دینیات، ریاضی، سائنس، اردو مختلف علوم ہیں ان کا منتقل کرنا تعلیم دینا ہے۔(8)

لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو تعلیم کا تعلق علم سے ہے اور تربیت کا تعلق عمل سے اس لحاظ سے یہ دو مختلف امر ہیں لیکن ان دونوں کا آپس میں گہرا تعلق بھی ہے۔

قرآن حکیم میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا بیان

ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ والدین کی تربیت بچوں پر کس قدر اثر انداز ہوتی ہے اس کا اندازہ قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ اور حکم سے لگایا جا سکتا ہے۔

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝)(9)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت مزاج طاقتور فرشتے (مقرر) ہیں جو کسی بھی امر میں جس کا وہ انہیں حکم دیتا ہے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام انجام دیتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۝

والدین ہی وراثتی طور پر اپنے بچوں کو ایسا ماحول مہیا کرتے ہیں جس کی بناء پر وہ معاشرے کے لیے ایک اہم فرد یا ناسور بنتے ہیں۔ مشہور نفسیاتی سکالر جے بی وائسن کہتا ہے کہ

"فرد کا ماحول ہی اسے ڈاکٹر اور اس کا ماحول ہی چور بناتا ہے۔"(10)

قرآن مجید کے مطابق انسانی معاشرے میں تربیت کا اولین مصداق بچے ہیں۔ سور النور میں آیا ہے کہ بچوں پر کوئی شرعی حکم اس وقت تک لاگو نہیں ہوتا جب تک وہ بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان پر فرائض لازم ہو جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ﴾(11)

ترجمہ: وہ بچے جو (کمسنی کے باعث ابھی) عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے۔

یعنی جب تک بچہ بلند اخلاق کو نہ پہنچ جائے ہم اسے ادب کا مفہوم سکھائیں کہ وہ بغیر اجازت کمرے میں داخل نہ ہوں۔ دوسروں کے گھروں کی دیواریں نہ پھلانگیں۔ اور نہ ہی دوسروں کے دروازوں کے آگے کھڑے ہو کر اندر دیکھیں بلکہ وہ ایک طرف ہو کر اجازت طلب کریں۔

قرآن مجید میں انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام آداب کا ذکر موجود ہے اگر قرآن مجید کے دیئے گئے اصولوں کے مطابق بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے تو ان کی مدد سے بچے کو باادب، مہذب، باعمل، باحیا اور قابل تعریف بنایا جا سکتا ہے۔ بچوں کی تربیت کی تربیت کے بارے میں چند آیات درج ذیل ہیں:

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ﴾(12)

ترجمہ: اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرمائیں اور اس پر ثابت قدم رہیں۔

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ق﴾(13)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔

﴿وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ﴾ (14)

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

احادیث مبارکہ میں بچوں کی تعلیم وتربیت کا بیان

حضور نبی اکرم a نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں والدین کو بچوں کی تربیت کے بارے میں ایک ایک جزو سے آگاہ فرمایا اور متعدد احکام دیئے اور مختلف ترغیبات دی ہیں۔ اس حوالے سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمر g سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم a نے فرمایا:

(وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا۔)(15)

ترجمہ: اور مرد اپنے گھر کا رکھوالا ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہو گی اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی رکھوالی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

(لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ.) (16)

ترجمہ: اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ادب سکھائے تو یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

حضرت ایوب بن موسیٰ نے بواسطہ اپنے والد اپنے دادا حضرت سعید بن العاص سے روایت کیا ہے:

(مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ.) (17)

ترجمہ: کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ وہدیہ نہیں دیا۔

حضرت جابر بن سمرہ g سے مروی ہے کہ رسول اللہ a نے قسم کھا کر فرمایا:

(وَاللّٰهِ لَأَنْ يُؤَدِّبَ أَحَدُكُمْ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ كُلَّ يَوْمٍ بِنِصْفِ صَاعٍ) (18)

ترجمہ: خدا کی قسم تم میں سے کسی شخص کا روزانہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو ادب وبھلائی کی تعلیم دے۔

حضرت ابن عباس g سے مروی ہے کہ حضور a نے فرمایا:

(حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ أَنْ يُحْسِنَ اسْمَهُ وَيُحْسِنَ أَدَبَهُ) (19)

ترجمہ: بچے کا والد پر حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو ادب سکھائے۔

سیدنا علی g سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم a نے فرمایا:

(عَلِّمُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمُ الْخَيْرَ وأدبوهم۔)(20)

ترجمہ: خود بھی اور اپنے گھر والوں کو خیر سکھاؤ اور با ادب بناؤ۔

اسی کی مزید وضاحت امام ابو بکر الجصاص نے اس طرح کی ہے:

" وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عَلَيْنَا تَعْلِيمَ أَوْلَادِنَا وَأَهْلِينَا الدِّينَ وَالْخَيْرَ وَمَا لَا يُسْتَغْنَى عَنْهُ مِنْ الْآدَابِ ۔"(21)

ترجمہ: یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہم پر اپنی اولاد اور اہل خانہ کی دینی ونیکی اور ضروری آداب زندگی کی تربیت لازم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ j سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم a نے فرمایا:

(مَنْ رَبَّى صَغِيرًا حَتَّى يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ , لَمْ يُحَاسِبْهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلّ) (22)

ترجمہ: جس شخص نے کسی چھوٹے بچہ کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے تو اللہ عزوجل اس کا محاسبہ نہیں کریں گے۔

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور ارشادات نبویہ a پر عمل پیرا ہو کر ہر دور میں مربی و نگران نے بچوں کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا۔ والدین اور مربی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایسے اساتذہ و معلمین کا انتخاب کیا کرتے تھے جو علم و ادب کے لحاظ سے بلند و ارفع ہوں اور ارشاد و توجیہ کے لحاظ سے بہتر ہوں تاکہ وہ بچے کو صحیح عقیدہ و اخلاق سکھائیں اور اسلام کی تعلیم کے فریضہ کو بحسن و خوبی ادا کر سکیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت میں سلف صالحین کا اہتمام

سلف صالحین بچوں کی تعلیم و تربیت میں بڑے حریص تھے۔ وہ اپنے بچوں کے لیے علم و اخلاق اور اسلوب و طرز کے اعتبار سے ممتاز اور کامل ترین اساتذہ کا انتخاب کرتے تھے۔ وہ اساتذہ کو رسول اللہ a اور آپ a کی اہل بیت کی محبت کے ساتھ قرآن سے تعلق جوڑنے کا اہتمام کرتے۔ امام سیوطی نے اپنی کتاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم a نے فرمایا:

(أدِّبُوا أوْلادَكُمْ على ثلاثِ خِصالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أهْلِ بَيْتِهِ وقِراءَةِ القُرآنِ فإنَّ حَمَلَةَ القُرآنِ فِي ظِلِّ اللهِ يَوْمَ القِيامَةِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إلاَّ ظِلُّهُ مَعَ أنْبِيائِهِ وأصْفِيائِهِ)(23)

ترجمہ: اپنے بچوں کو تین باتیں سکھلاؤ: اپنے نبی کریم a کی محبت، اور ان کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت، اس لیے قرآن کریم یاد کرنے والے اللہ کے عرش کے سایہ میں انبیاء اور منتخب لوگوں کے ساتھ اس روز ہوں گے۔ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔

☆امام عبدالرزاق اور امام ابن شیبہؒ نے عبداللہ بن مسعود g سے ایک روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

(حَافِظُوا عَلَى أَبْنَائِكُمْ فِي الصَّلَاةِ) (24)

ترجمہ: اپنے بچوں کو وقت پر نماز پڑھنے کا پابند کرو۔

بچوں کو وقت نماز سے آگاہ کرنے کا شدید اہتمام کی تاکید اس لیے کہ وہ نماز قائم کرنے والے اور نماز کے عادی ہو جائیں۔ حضور نبی اکرم a بچوں کی تربیت کرتے ہوئے نماز کی پابندی کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ اس کا اندازہ حضرت ابو سلیمان مالک بن الحویرث کی اس روایت سے بخوبی ہو جاتا ہے جب نو عمری میں آپ a نے انہیں فرمایا:

(ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ، وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ) (25)

ترجمہ: اپنے گھر چلے جاؤ اور گھر والوں کو علم سکھاؤ اور اچھی باتوں کا حکم دو اور نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

☆امام ابن شیبہ رحمہ اللہ تعالی نے حضرت ابن عباس k کی باندی ام یاسینؒ سے روایت نقل کی ہے:

(أَيْقِظُوا الصَّبِيَّ يُصَلِّي وَلَوْ سَجْدَةً) (26)

ترجمہ: بچے کو نماز کے لیے بیدار کرو خواہ وہ صرف ایک سجدہ ہی کر لے۔

☆بچوں کو نماز کا حکم دینے کی اہمیت کے پیش نظر سلف صالحین مسائل نماز کی تعلیم کا سلسلہ بہت پہلے شروع کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عمر k سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

(يُعَلَّمُ الصَّبِيُّ الصَّلَاةَ إِذَا عَرَفَ يَمِينَهُ مِنْ شِمَالِهِ) (27)

ترجمہ: جب بچہ دائیں اور بائیں میں فرق کرنا سمجھ جائے تو اس کو نماز سکھائی جائے۔

ابراہیم نخعیؒ امام ابن شیبہؒ ابن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا:

(كَانُوا يُعَلِّمُونَ الصِّبْيَانَ الصَّلَاةَ إِذَا أَثْغَرُوا) (28)

ترجمہ: جب بچوں کے دودھ کے دانت گرتے تو وہ انہیں نماز کی تعلیم دینا شروع کر دیتے۔

اپنے اسلاف کے طریق تربیت کو اپناتے ہوئے والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی کم عمری میں تربیت کا زیادہ اہتمام کریں اور حضور نبی کریم a کے ارشادِ گرامی کی تکمیل میں سلف صالحین کی طرح اپنے بچوں کو مسائل نماز کی تعلیم دیں۔

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تربیت اور کردار سازی کے مراحل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وتربیت کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کئی طرح کے لوگ دائرہ اسلام میں آئے اور ان کی زندگیاں تبدیل ہوتی دیکھی گئیں اور ان کے کردار میں مثبت تبدیلی آئی۔ شرعاً تربیت کے لئے کسی خاص عمر کا تعین نہیں۔ احمد خلیل جمعہ اپنی کتاب ''الطفل فی ضوء القرآن والسنۃ والادب'' میں لکھتے ہیں:

"اِنَّ مراحل حیاۃ الانسان الی یکون طفلاً حیاۃ مکرمۃ محاطۃ بالعنایۃ و اشد التکریم الأنّها اساس الحیاۃ، ولحتها و سداها و جسرها۔"(29)

ترجمہ: بے شک انسانی زندگی کے مراحل طفل یعنی بچے سے شروع ہو کر پوری کامل زندگی تک احاطہ کئے ہوئے ہیں، عنایت اور سخت تکریم کے ساتھ کیونکہ یہ انسانی زندگی کو پورا کرنے اور بہتر بنانے کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

البتہ تعلیم اور تربیت کے سلسلے میں تدریج ایک فطری اور ضروری چیز ہے اگر تدریج کا خیال نہ رکھا جائے تو اصلاح وتربیت کا کام کیا ہی نہیں جا سکتا۔ بچوں کے عرصہ تربیت کے تعین کے سلسلہ میں مختلف مفکرین مثلاً روسو، پیاجے، جان ڈیوی نے نظریات پیش کئے ہیں۔ روسو کے تعلیمی نظریات میں بچے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس نے تعلیم وتربیت کے عرصے کو چار مراحل میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا مرحلہ: پیدائش سے پانچ سال تک

دوسرا مرحلہ: پانچ سال سے بارہ سال کی عمر تک کا ہے

تیسرا مرحلہ: بارہ سے پندرہ سال کی عمر تک ہے

چوتھا مرحلہ: پندرہ سے بیس سال تک کا ہے۔(30)

تربیت کے عرصے کے تعین میں ابتدائی زندگی بلوغت تک بہت اہم ہے لیکن سب سے زیادہ اہمیت بچپن کی ہے۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے:

"بچوں کی تربیت کی ذمہ داری والدین پر ہے بچہ جس کا ضمیر بالکل صاف ہوتا ہے اور جس کی روح بے داغ ہوتی ہے والدین کی نگرانی میں دے دیا جاتا ہے اس کا دل جو مثل آئینے کے ہے اور اس چیز کا عکس قبول کرنے کے لیے تیار رہتا ہے جو اس کے سامنے آتی ہے بچہ جو کچھ سیکھتا ہے نہایت ہوشیاری سے اس کی نقل کرتا ہے۔"(31)

تربیت کا مقصود مسلمان بچوں کو دین اسلام کے مزاج کو سمجھ کر اعمال وافعال کی منظم انجام دہی ہے۔ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ بچے کی تربیت زمانے کے تقاضوں کے مطابق کی جائے۔

بچوں کی تربیت کے عصری تقاضے

عصری تقاضوں کے مطابق بچوں کی تعلیم وتربیت اور کردار کی تشکیل میں تین معاشرتی اداروں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ گھر، تعلیمی ادارے اور عبادت گاہیں۔

گھر معاشرے کی ایک بنیادی اکائی ہے۔ چنانچہ بچے کے کردار میں نظریہ حیات کی آسان فہم علمی توضیحات اور اس کے عملی مضمرات کا ابتدائی ڈھانچہ گھر کی تربیت ہی سے وجود میں آتا ہے اور پورے معاشرے میں بکھرے ہوئے لاتعداد گھروں میں الگ الگ پرورش پانے والے بچے بنیادی کرداری خصائص اور ان کے نظریہ حیات سے مطابقت کے حوالے سے بہت حد تک یکساں ہوتے ہیں۔(32)

تعلیمی ادارے تعلیم وتربیت کا اہم ذریعہ ہے۔ تعلیمی ادارے کا وجود اتنا پر قوت ہوتا ہے کہ اس میں داخل ہونے والا فرد اس کو اختیار کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے اور اس کا کردار طوعاًوکرہاً ڈھل جاتا ہے۔(33)

اسی طرح بچے کو عبادت سے مربوط رکھنے کے لیے مسجد سے تعلق جوڑنا بھی ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر k سے روایت ہے کہ رسول اللہ a نے ارشاد فرمایا:

(مُرُوا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعٍ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ) (34)

ترجمہ: بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو ان کا بستر الگ کر دو۔

تربیت کرنے والے والدین اور اساتذہ کرام کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کی شخصیت سازی اور انہیں جدید تقاضوں کے مطابق دنیا میں رہنے کے قابل بنانے کے لئے تعلیم و تربیت کی ذمہ داریاں نبھائیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

"بچہ ماں باپ کے ہاتھ میں ایک امانت ہے۔ اس کا دل جوہر نفیس کی طرح پاکیزہ ہوتا ہے۔ وہ موم کی طرح نقش قبول کرتا ہے۔ وہ تمام نقوش سے خالی

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ہوتا ہے۔ وہ اس پاکیزہ زمین کی طرح ہوتا ہے۔ جس میں ہر وہ بیج نشوونما پاتا ہے۔ جو اس میں بو دیا جاتا ہے۔ اگر اس میں بھلائی کا بیج بویا جائے تو وہ دین و دنیا کی سعادتیں دامن میں بھرے گا ماں باپ اور استاد اس کے ثواب میں شریک ہونگے ورنہ بد بختی کا بیج اُگے گا جس کا عذاب والدین اور اساتذہ کو بھی ہوگا۔"(35)

عصری تقاضوں کے مطابق بچوں کی تعلیم و تربیت کے کچھ اہم پہلو درج ذیل ہیں:

ا۔ عقیدہ و ایمان کی تربیت کی ذمہ داری

اسلام نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور تعلیم و تربیت کا ایک ایسا نظام عطا فرمایا ہے کہ جس پر عمل پیرا انسان پستیوں سے بلندیوں کی انتہاء کو پہنچ سکتا ہے۔ عصرِ حاضر میں الحادی قوتیں دین و ایمان پر نت نئے طریقوں سے حملہ آور ہیں۔ عصرِ حاضر کے ایمانی تقاضے کے پیش نظر ضروری ہے کہ والدین اور مربی ابتداء ہی سے حسبِ توفیق اپنے بچوں کی دینی اخلاقی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام کریں تا کہ بچہ اعلیٰ اخلاق و کردار کا مالک بن کر معاشرے کا کار آمد اور مفید رکن بن سکے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس k سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم a نے فرمایا:

(افْتَحُوا عَلَى صِبْيَانِكُمْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ)(36)

ترجمہ: اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ لا الہ سکھاؤ۔

اس طرح سات سال کی عمر ہونے پر بچے کو نماز کا حکم دینا والدین کے لیے لازم ہے۔ حضور a نے ارشاد فرمایا:

(مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ) (37)

ترجمہ: تم اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم کیا کرو اور جب وہ دس کی عمر کو پہنچ جائیں تو نماز کی پابندی نہ کرنے پر انہیں مارا کرو اور ان کے سونے کی جگہ الگ الگ کر دو۔

اسی طرح جب بچہ روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو عادت ڈلوانے کے لیے اسے روزے بھی رکھوانے چاہیے تا کہ بچہ نو عمری ہی سے ان کو ادا کرنے ان کے حق پورا کرنے کا عادی بن جائے۔ یوں ان عبادات سے اسے روح کی پاکیزگی، جسمانی صحت، اخلاق و کردار کی پاکیزگی اور اقوال و افعال کی اصلاح ہو گی۔ شیخ عبد اللہ ناصح علوان نے لکھا ہے:

"وإذا كان على المربين بشكل عام، الأبوين بشكل خاص مسؤولية كبرى فى تنشئة الولد على عقيدة الإيمان، وواجب أعظم في تلقينه مباديئ الإسلام۔"(38)

ترجمہ: اور جب تربیت کرنے والے حضرات کے ذمہ عمومی طور پر اور والدین پر خصوصی طور سے یہ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ بچے کی نشو نما ایمانی عقیدہ و ماحول میں کریں اور ان کا فریضہ یہ ہے کہ ان کو اسلام کی بنیادی باتوں کی تعلیم دیں۔

جب بچے کی تربیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہو گی اور نو عمری ہی سے ایمان باللہ پیدا ہو گا اور اللہ کے خوف اور اس کے مراقب کی اسکو عادت ہو گی اور اسی پر بھروسہ کرنے اور اسی سے مدد مانگنے اور تمام حالات میں اسکے سامنے گردن جھکانے کا جب وہ عادی ہو گا تو ہر فضیلت اور اچھے کام کو قبول کرنے اور ہر اچھے اعلیٰ اور شریفانہ اخلاق کو اختیار کرنے کا اس میں فطری ملکہ اور وجدانی احساس و شعور پیدا ہو گا۔

2۔ اخلاقی و روحانی تربیت کی ذمہ داری

ایمانی تربیت کے ساتھ ہی اخلاقی تربیت بہت ضروری ہے تا کہ جب وہ مکلف ہو اور جوان ہونے اور زندگی کے گہرے سمندر میں قدم رکھے تو یہ تمام فضائل و کمالات اس میں موجود ہوں۔ اسی طرح ظاہری و جسمانی نشو و نما کے بعد روحانی تربیت کا درجہ ہے۔ گویا یہ ایک اخلاقی حق ہے لیکن یہ آئینی حقوق سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس سے وہ صحیح معنوں میں انسان بنے گا۔(39)

بلا شبہ اخلاق و کردار سے متعلق فضائل در حقیقت راسخ ایمان اور صحیح دینی تربیت کے ثمرات میں سے ہے۔ بچے میں مکارم اخلاق اور فضائل پیدا کرنے اور بہترین اخلاق اور اچھی عادات کا عادی بنانے کے سلسلے میں اسلام کی قیمتی رہنمائی و توجیہات بے شمار ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

"اخلاق دینیہ نفس میں اس وقت تک راسخ نہیں ہوتے جب تک نفس کو اچھے کاموں کا عادی نہ بنائے برے افعال کو چھوڑ نہ دیا جائے اور اچھے افعال پر اہل شوق کی طرح پابندی اختیار نہ کرے اور ان سے لذت حاصل نہ کرے اور جب تک قبیح افعال مکروہ نہ سمجھے۔"(40)

اسلامی نقطۂ نظر سے بہترین تربیت کا سب سے زیادہ مدار دیکھ بھال اور نگرانی پر ہے اس لیے مربی کو چاہے کہ وہ بچپن ہی سے بچوں میں سچائی، امانت، استقامت، ایثار، بڑوں کا

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

احترام، مہمانوں کا اکرام، پڑوسیوں کے ساتھ احسان اور دوسروں کے ساتھ محبت سے پیش آنے کا عادی بنائیں۔ انہیں خراب عادتوں، برے اخلاق اور ان تمام حرکات سے بچائیں جو مروت، شرافت، اور عفت کے خلاف ہوں۔ گالی گلوچ و فحش گوئی کی عادت بھی قبیح ترین عادات میں سے ایک ہے۔ جو معاشرے اور ماحول قرآن کریم کی ہدایت اور اسلام کی تربیت سے دور ہیں ان میں یہ مرض بہت عام ہے۔ حضور نبی اکرم a نے منافق کی چار علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)(41)

ترجمہ: اور جب جھگڑے تو فحش گوئی کرے۔

گالم گلوچ اور غلط کلمات کی مذمت ایک اور حدیث پاک میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

(سِبَابُ المُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)(42)

ترجمہ: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اکرم a نے بچوں کی صحیح اخلاقی تربیت اور دوسروں سے ممتاز اسلامی شخصیت بنانے کے لیے والدین اولیاء و سرپرستوں اور مربی کے لیے ایک عملی نظام و منہج اور ٹھوس بنیادی اصول مقرر کیے ہیں۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت معاذ بن جبل g سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم a نے جب انہیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا تو فرمایا:

(إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ؛ فَإِنَّ عِبَادَ اللَّهِ لَيْسُوا بِالْمُتَنَعِّمِينَ)(43)

ترجمہ: تم ناز و نعمت و عیش و عشرت میں پڑنے سے بچو اس لیے کہ اللہ کے بندے ناز و نعمت میں نہیں پڑتے۔

ناز و نعمت سے مراد یہ ہے کہ انسان ضرورت سے زیادہ لذتوں میں منہمک ہو جائے اور عیش و عشرت اور ناز و نخرے میں پڑا رہے۔ اخلاقی تربیت میں شرم و حیا کے عنصر کو برقرار رکھنے کے لیے مومنوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور باپردہ لباس پہننے کی طرف بھی خاص توجہ دی جانی چاہیے۔ ان آداب کا خیال نہ رکھنا معاشرے میں بے حیائی پھیلانے کا باعث ہوتا ہے جس سے مزید اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں مومن مرد اور مومن عورتوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے(44) اور باپردہ رہنے کا حکم دیا گیا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ط﴾(45)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیں کہ (باہر نکلتے وقت) اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں۔

درج بالا آیات سے ظاہر ہے کہ بچے اور بچیوں دونوں کے لیے شرم و حیا بہت ضروری ہے جو ابتدائی عمر سے ہی باحیا عادات کے سنوارنے سے ممکن ہے۔ یہ سب ایمانی و اخلاقی تربیت تب ممکن ہے جب والدین کے اپنے ایمانی و اخلاقی حالتوں میں کمی و کجی نہ ہو کیونکہ جو نمونہ ہر وقت بچوں کی نظروں کے سامنے ہو گا وہ اس اخلاقی و ایمانی صفات سے متصف ہوں گے۔

3۔ جسمانی تربیت

ایک بڑی ذمہ داری جو اسلام نے تربیت کرنے والے والدین اور اساتذہ کو سونپی ہے ان میں سے جسمانی نشو و نما اور تربیت کی ذمہ داری بھی ہے تاکہ بچے بہترین جسمانی قوت، سلامتی، چستی و نشاط اور تندرستی و صحت کے مالک ہوں۔ بچوں کو جدید تقاضوں کے مطابق ریاضت، ورزش اور شہسواری وغیرہ کا عادی بنانا بھی تربیت کا حصہ ہے تاکہ وہ تندرست و توانا، صحیح سالم، طاقتور جسم کے مالک اور چست و چالاک اور مستعد پلے بڑھے اور معاشرے کی تعمیر و ترقی میں نمایاں کردار ادا کر سکے۔ حضور نبی اکرم a نے ارشاد فرمایا:

﴿الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ﴾(46)

ترجمہ: طاقتور مومن بہتر اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے اس مومن کی بہ نسبت جو کمزور ہے۔

اسی طرح بچوں کو کھانے پینے اور سونے میں طبی قواعد اور صحت کے لیے ضروری باتوں کا بتانا اور ان پر عمل کروانا بہت ضروری ہے۔ مثلاً کھانے کے بارے میں حضرت مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ نبی اکرم a نے فرمایا:

(مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، حَسْبُ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ، فَثُلُثُ طَعَامٍ، وَثُلُثُ شَرَابٍ، وَثُلُثُ لِنَفْسِهِ)(47)

ترجمہ: کسی آدمی نے اپنے پیٹ سے زیادہ برا برتن نہیں بھرا آدمی کے لیے وہ چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھ سکیں، پس اگر انسان کو زیادہ کھانا ہی چاہیے تو اس طرح کرے کہ ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے رکھے اور ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی حصہ سانس کے لئے خالی رکھے۔

کھانے کے ساتھ نبی اکرم a نے پانی پینے کے آداب بھی بتائے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ g سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم a نے فرمایا:

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ) (48)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہو کر ہر گز پانی نہ پیئے جو بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لے تو اسے چاہیے کہ قے کر لے۔

ان آداب کا تعلق صحت سے ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بچے کو حقیقت پسندانہ زندگی گزارنے کا عادی بنانا اور اس کو لاابالی پن، سستی اور آزادی و بے راہ روی کی زندگی سے بھی بچانا چاہیے۔ ہمیں بچوں کو بہت سے خطرناک عادتوں پر بھی نظر خاص رکھنی چاہیے۔ مثلاً بچوں میں بڑوں اور جوانوں میں اور خاص طور پر قریب البلوغ لڑکوں میں سگریٹ نوشی، شیشہ پینا اور دیگر مضر صحت نشہ آور چیزوں پر والدین اور اساتذہ کو خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

4۔ علمی و فکری تربیت

حضور نبی اکرم a نے تعلیم وتربیت کا حصول بلا تفریق عمر و جنس ہر مسلمان کے لئے لازم قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

(طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ) (49)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

نیز فرمایا:

(أطلبوا العلم من المهد الى اللحد.) (50)

ترجمہ: ماں کی گود سے گور تک علم حاصل کرو۔

لہٰذا علم حاصل کرنے کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں حدیث کے مضمون کے مطابق مسلمان کو تمام عمر حصولِ علم میں صرف کرنی چاہیے۔ چنانچہ جب ابو عمرو بن العلی سے سوال کیا گیا کہ تعلیم کے لیے مناسب عمر کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تک انسان زندہ ہے علم حاصل کرتا رہے۔ (51)

بچوں کی عصری تقاضوں کے مطابق علمی و فکری تربیت کے لئے بہترین اساتذہ کے انتخاب میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اور ان معلمین و اساتذہ سے رجوع کرنا چاہیے جو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق بہترین عملی تربیت کے مبادی و بنیادی اصول سمجھایا کرتے ہیں۔ ضیاء الدین اصلاحی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"تربیت کرنے والے ماں باپ اور اساتذہ بچوں کی تربیت کے مسؤل اور انکی شخصیت سازی اور انہیں دنیا میں رہنے کے قابل بنانے کی ذمہ دار ہیں اس لئے کہ یہ ضروری ہے کہ یہ حضرات اپنی مسؤلیت اور ذمہ داریوں کی حدود اربعہ کو نہایت وضاحت سے اچھی طرح سمجھ لیں اور اسکے مختلف مراحل اور متعدد جوانب کو پہچان لیں تا کہ مکمل طریقے اور عمدگی سے اپنی ذمہ داریوں کو نباہ سکیں۔" (52)

اسلامی فلسفہ حیات کے مطابق تعلیم وہ ہے جو انسان کو ہدایت الٰہی کی روشنی میں ذہنی و جسمانی اور طبعی قوتوں کے ذریعے اس طرح تصرف کے قابل بنائے کہ روحانی اور اخلاقی اقدار کا فروغ رضائے الٰہی کے حصول کا وسیلہ بنے اور بالآخر اُخروی فلاح حاصل ہو۔

"تعلیمی معیار کو جانچنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ طلبا میں اسلامی فکر اور اسلامی طرزِ عمل بھی پیدا ہوا ہے کہ نہیں چنانچہ طالب علم کے علمی معیار کے برتر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف اس مضمون کا مل استعداد رکھتا ہو بلکہ اخلاق و کردار میں بھی مثالی ہو۔" (53)

اسلام محض مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ وہ کسی مجرد علمی فکر یا فلسفہ تک محدود نہیں بلکہ صالح عمل کے امتزاج سے زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ مربی کو چاہیے کہ وہ بچوں کو ساتھ نرمی کا معاملہ کریں اور محبت سے پیش آئیں اور عملی زندگی میں اسے ثابت کر کے دکھائیں تا کہ بچے میں بھی اعلیٰ اخلاق پیدا ہوں، اچھائیاں اسکی فطرت بن جائیں اور بہادری و شرافت اسکی گھٹی میں پڑ جائے۔

5۔ بہتر عائلی نظام زندگی گزارنے کی تربیت

اگر بچے کی تربیت اسلامی اور دینی تعلیمات سے عاری ہوگی اور اللہ سے تعلق نہ ہو گا تو بلاشبہ بچہ فسق و فجور اور آزادی میں پروان چڑھے گا اور الحاد و گمراہی میں بڑھے چلے گا بلکہ اپنے نفس کو خواہشات اور شیطان کے وساوس کے پیچھے چلے گا۔ بے حیائی اور جنسی جذبات کی تسکین جائز نکاح سے ممکن ہے۔ حضرت ابوہریرہ g سے مروی ہے کہ حضور a نے فرمایا:

(ان من حق الولد على والده ان يعلمه الكتابة و ان يحسن اسمه و أن يزوجه اذا بلغ.) (54)

ترجمہ: اولاد کا حق والد پر یہ ہے کہ اس کو کتابت سکھائے اور اس کا اچھا نام رکھے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرے۔

حضرت انس g سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ a کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ: مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ إِثْمًا فَإِثْمُ ذَلِكَ عَلَيْهِ) (55)

ترجمہ: تورات میں یہ مذکور ہے کہ جس شخص کی بیٹی کی عمر ۱۲ برس ہو جائے اور وہ اس کی شادی نہ کرے پھر وہ کسی گناہ میں ملوث ہو تو اس کا گناہ اس کے والد پر ہو گا۔

شادی کے سلسلے میں والدین کو بعض بنیادی باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے جیسے دینداری، شرافت، حسب نسب اور باہمی رضامندی وغیرہ تاکہ اس سے عائلی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان اختلافات کم سے کم ہوں اور گھریلو ماحول خوشگوار رہے اور بچے والدین کے ذہنی سکون سے استفادہ کرتے ہوئے صحت مند معاشرہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

شیخ علوان کے مطابق نکاح کے خواہش مند مرد کے لئے بیوی کے انتخاب و اختیار اور اسی طرح لڑکی کے اولیاء و سرپرستوں کی شوہر کے اختیار کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی میں الفت و محبت اور ایک دوسرے سے مفاہمت اور باہمی تعاون کی فضا پیدا ہو اور اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ میاں بیوی ان ازدواجی پریشانیوں اور لڑائی جھگڑے سے بچ جائیں جو عام طور پر میاں بیوی میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ (56)

جس گھر میں بہت زیادہ لڑائی جھگڑا رہتا ہو تو بچے والدین کے پاس زیادہ وقت گزار کر خوش نہیں رہتے وہ ایسی صورت حال سے بچنے کے لئے باہر اپنے دوستوں میں جانا پسند کرنے لگتے ہیں لڑکے اور لڑکیاں ایسی صورت حال سے بچنے کے لئے ٹی وی، نیٹ یا کوئی اور راہ تلاش کرتے ہیں اور یہ راہیں آخر کار بے راہ روی کی طرف لے جاتی ہیں جو بالآخر اخلاقی اور معاشرتی بگاڑ کا باعث ہی بنتے ہیں۔

6۔ نفسیاتی انداز تربیت

بچے کو بچپن ہی سے تلقین و تادیب اور اچھی عادات کے ذریعے توحید خالص اور مکارم اخلاق اور نفسیاتی فضائل اور شریعت کے شاندار آداب کا عادی بنانا چاہیے۔ اگر بچے کو شروع سے شاندار اسلامی تربیت کا نیک و اچھا ماحول میسر آئے، تو بلاشبہ بچہ شروع ہی سے ذاتِ باری تعالیٰ پر ایمان اور اسلامی اخلاق سے آراستہ ہو گا اور نفسیاتی مسائل اور ذاتی مکارم کی چوٹی پر پہنچ جائے گا۔ شاندار اسلامی تربیت کی تاکید رسول اللہ a نے بہت سی احادیث میں فرمائی ہے۔ والدین کو یہ حقیقت سمجھنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے بچوں کے لیے بھلائی و کمال اور عقلی و اخلاقی پختگی و درستگی چاہتے ہیں تو انہیں وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو قرآن کریم نے وعظ و نصیحت و رہنمائی کرنے میں اختیار کیا ہے اور جس طرز تربیت کی تاکید رسول اللہ a نے فرمائی ہے۔ خواہ بچے شعور کی عمر میں ہوں یا اس سے قبل کی تاکہ ان کو ایمانی اخلاقی طور پر تیار کیا جا سکے اور ان کی نفسیاتی و معاشرتی تعمیر ہو سکے۔

والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ تسلی بخش و مطمئن کرنے کا انداز جس کے ساتھ نرمی و نکیر دونوں شامل ہوں اپنائیں کیونکہ اس انداز کا انسان کے احساسات پر بہترین اثر پڑتا ہے اور دلوں پر زبردست تاثیر ہوتی ہے اور مطمئن کرنے یا نرمی والا انداز قرآن کریم کے خطاب میں بہت واضح ہے۔ جہاں لوگوں کے قلوب و عقول سے انبیاء اور مبلغین کی زبانی خطاب کیا گیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کسی بھی جنس یا قبیلہ سے ہوں یا کسی ہی شکل و صورت کے مالک ہوں۔ (57)

7۔ حلال و حرام میں تمیز کی تربیت

عصر حاضر میں لوگ مادی چیزوں کی طرف بہت زیادہ رغبت رکھتے ہیں۔ مال و دولت کی حرص کی بناء پر حلال و حرام کی تمیز ختم ہو چکی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچے کو بچپن ہی سے خیر و شر، حلال و حرام اور حق و باطل کی نشانیاں اور علامتیں سمجھا دیں تاکہ بچہ حرام سے بچے اور خود کو احکام الٰہی کے مطابق چلائے اور اپنی عادت بنا لے۔ حضور نبی اکرم a نے فرمایا:

(اعْمَلُوا بِطَاعَةِ اللَّهِ، وَاتَّقُوا مَعَاصِي اللَّهِ، وَمُرُوا أَهْلِيكُمْ بِالذِّكْرِ يُنْجِيكُمُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ) (58)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو اور اپنے بچوں کو ممنوع چیزوں سے روکنے کا حکم دو۔ یہ ان کے اور تمہارے جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس k سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو اور اپنی اولاد کو احکامات پر عمل کرنے اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے بچنے کا حکم دو۔ اس لیے کہ یہ تمہارے اور ان کے آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔" (59)

اس فرمان نبوی a کا مقصد یہ ہے کہ جب بچہ عقل و شعور کو پہنچے تو حلال و حرام کے احکامات کو سمجھے۔

ہشام بن عبد الملک نے اپنے بیٹے کے استاد سلیمان کلبی سے کہا میرا یہ بیٹا میری آنکھوں کا نور ہے اور اسکی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار میں نے آپ کو بنایا ہے اس لئے آپ اللہ کے خوف کو اختیار کریں اور امانت کو پورا کریں۔ اور اس بچے کے سلسلے میں آپکو سب سے پہلی وصیت یہ کرتا ہوں کہ آپ اسکو کتاب اللہ کی تعلیم دیں۔ ہر عمدہ و بہترین اشعار یاد کرائیں پھر اس کو لے کر عرب قبائل میں جائیں ان کے بہترین اشعار لے جائیں اور حلال و حرام کی بصیرت اس میں پیدا کریں اور کچھ خطبات و تقاریر اور جنگوں و غزوات کی تفصیل اسکو سمجھا

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

دیں۔(60)

لہٰذا ضروری ہے کہ بچوں کو شروع ہی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات ماننے اور ان پر عمل کرنے اور جن حرام چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے رکنے کی عادت ڈلوائی جائے اور اس کی مشق کرائی جائے۔ اگر والدین دیکھیں کہ بچے نے کوئی براکام کیا ہے یا گناہ کا ارتکاب کیا ہے مثلاً چوری یا گالی گلوچ سے ڈرائے اور بتلائے کہ یہ برا اور حرام و ناجائز کام ہے۔ بچپن ہی سے جب شریعت کے احکامات سے اس کا ربط ہو گا تو وہ اسلام کے سچے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ایک مفید شہری ثابت ہو گا۔

8۔ معاشرتی حقوق کی تربیت

والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کو جدید تقاضوں کے مطابق دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی تربیت دیں اگر وہ محسوس کریں کہ بچہ اس میں کوتاہی کرتا ہے تو والدین کو چاہیے کہ اس کو معاشرتی حقوق کے آداب سکھائیں۔ بچوں کے احساسات و جذبات پر نظر رکھیں۔ اس کے اندر اللہ اور اس کے رسول a کی محبت کو جگائیں اور اس کے اندر زہد و تقوی کی جڑیں مضبوط کریں۔ لڑائی جھگڑے کے بچوں کے ذہن پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بچے ذہنی دباؤ کا شکار رہتے ہیں اور اپنی توجہ کو ایک جگہ مرکوز نہیں رکھ سکتے جس کی وجہ سے تعلیم میں حرج ہوتا ہے۔ محمد حنیف نے لکھا ہے:

> "خاندان میں خوشحالی صرف اس صورت میں ممکن ہوتی ہے کہ اس کا ہر فرد، اطاعت، نظم وضبط اور ڈسپلن کا پابند ہوتا ہے۔ اگر بچوں کو پر مسرت اور خوشگوار ماحول فراہم کر دیا جائے تو نظم وضبط کے تادیبی مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ اس لے بچوں کو چند مخصوص بنیادی باتیں سب سے پہلے سکھانی چاہئیں۔ مثلاً دوسروں کے حقوق کا احترام اور خود ان کی ذاتی شخصیت کی بھی عزت کرنا لازمی ہے۔"(61)

بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت میں حائل رکاوٹیں اور تدارک

1۔ دوہرا نظام تعلیم

بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت میں بہت سی رکاوٹیں حائل ہیں جن کا تدارک لازمی ہے۔ ان میں سب پہلی رکاوٹ ہمارا دوہرا نظام تعلیم ہے۔ اس نظام تعلیم کا ہمارے نظریہ حیات، ملی نصب العین، تصور پاکستان، ہماری معاشرتی قدروں اور ہماری تہذیب سے کوئی تعلق نہیں۔ اس نظام تعلیم نے تو ہماری خودی کو اور ہمارے سروں کو دوسروں کے سامنے خم کر دیا ہے۔ موجودہ نظام تعلیم کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ اس نے اسلام کے تصور انسان کو بالکل در خور اعتناہی نہیں سمجھا، مزید ستم یہ ہے کہ پاکستان کے لیے اس کے نظریے کے مطابق انسان مطلوب کا تصور بھی اختیار نہیں کیا کہ جس کو تعلیم کا واحد مقصد بنا کر سارے پہلوؤں کو سوچا جائے۔(62)

ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

> "یہ نظام ہماری نسلوں کو یہ تربیت نہیں دیتا کہ وہ اپنے ایمان اور ضمیر کے مطابق بہترین اصولوں اور قدروں اور روایتوں کو پروان چڑھائیں، ان کے چراغوں کو روشن کریں اور ان قیمتی ورثوں کے تحفظ کے لیے انہیں اگر دولت اور ہوسناکی اور بے حیائی اور جاہلی عصبیتوں کی چو مکھی لڑائی میں اپنا مجاہدانہ کردار ادا کرنا پڑے تو وہ بصد مسرت لپک لپک کر اور اچھل اچھل کر اسے ادا کریں۔"(63)

موجودہ نظام تعلیم سے سوائے ذاتی مفاد اور عروج کے اور کوئی مقصد ہاتھ نہیں آتا۔ ہماری درس گاہیں سولہ سولہ اور بیس بیس برس تک پرورش اور فکر و نظر کرنے کے بعد جو آدمی تیار کرکے دے رہی ہے اس کا کل سرمایہ دولت و عشرت کے ارمان اور عہدہ و جاہ کی حسرتیں ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے علامہ مرتضیٰ مطہری نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے:

> "ہمارا موجودہ نظام تعلیم مستقبل کا رشتہ ماضی سے کاٹنے کا باعث بنا ہے اور اس نے نئی نسلوں کو پچھلی نسلوں کے خلاف باغیانہ راستہ اختیار کرنے کے لیے تیار کیا ہے۔ کون سی عقیدت، کون سے نظریات و تصورات، کون سے اصول، کون سے اختلافات، کونسی روایات، کون سے آداب، کون سی اقدار، کون سے شعائر اور کون سے اطوار۔ جس کے بہم ہونے سے ان کا قومی و ملی وجود بنتا ہے۔ حیات اجتماعی کا وہ اساسی جوہر کیا ہے جس کو کسی حالت میں انہیں ضائع نہیں ہونے دینا ہے۔ بلکہ دانتوں سے پکڑے رکھنا ہے۔"(64)

اس کے تدارک کے لیے سلیم منصور نے لکھا ہے:

> "تہذیبی تسلسل کو یکے بعد دیگرے مختلف نسلوں میں قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارا نظام تعلیم قومی و ملی تاریخ کو بہت اہمیت دے جس کے حوادث سے ہم گزر رہے ہیں۔"(65)

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

2۔ عائلی زندگی میں انتشار

کسی معاشرے میں گھر ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے جس میں افراد کے درمیان تعلقات کا خوشگوار ہونا معاشرے کے عمومی رویوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہمارے دین میں گھر کے اندر اس کے انتظام و انصرام کو چلانے کے لئے حقوق و فرائض کا ایک حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ نکاح کے ذریعے مرد و عورت کے درمیان حقوق و فرائض کے اس بنیادی یونٹ کو مستحکم بنانے کے لئے ان کی ذمہ داریوں کو بڑی خوبصورتی سے طے کر دیا گیا ہے۔

بچہ ابتدائی پانچ سال کے دوران گھر کے ہر فرد کا نظر غائر مطالعہ کرتا ہے اس دوران اگر اسے ساز گار حالات میسر نہ ہوں تو وہ ان کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیتا ہے کیونکہ وہ کسی صورت میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی خودی کو کسی قسم کی ضرب پہنچے۔ نتیجتاً وہ بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر کسی قسم کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ عام طور پر طلاق بچہ کے انحراف اور خراب ہونے کا ذریعہ بنتی ہے۔ شیخ علوان لکھتے ہیں:

"ومما يزيد الأمر سوء اً، زواج المطلقة من زوج آخر، فإن الأولاد سيؤولون - على الغالب- إلى التشرد والضياع۔"(66)

ترجمہ: یہ صورت حال اس وقت اور زیادہ خراب ہو جاتی ہے جب مطلقہ عورت دوسرے خاوند سے شادی کر لیتی ہے تو عام طور پر اولاد خراب اور ضائع ہو جاتی ہے۔

بچپن میں والدین میں سے اگر کوئی جدا ہو جائے تو بچے میں پیدا ہونے والی افسردگی بالغ ہونے پر چھلکتی ہے۔ بچوں میں عدم مطابقت دراصل والدین میں سے عدم موافقت کا نتیجہ ہوتا ہے خصوصاًاں اگر ازدواجی زندگی میں مطابقت پیدا نہ کر سکے تو کئی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔(67)

والدین میں انتشار کے باعث بچوں میں بہت زیادہ منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں ۔ حسین محی الدین قادری اپنے ایک تحقیقاتی مقالہ میں لکھتے ہیں:

"والدین کی تنگدستی، آپس میں غیر متوازن تعلقات انتہائی صورت میں باہمی علیحدگی اور بچوں کی تعلیم سے عدم توجہی یا حد سے زیادہ شدت پسندی ہی وہ عوامل ہیں جو بچوں کے اندر جذباتی ہیجان اور اعصابی تناؤ کا باعث بنتے ہیں۔"(68)

لہذا بچے کی پرورش کے سلسلے میں والدین کا اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ بچوں کے حقوق پورے کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ بچوں کے سامنے کبھی ایسا مظاہرہ نہ کریں جس کے باعث وہ گھر سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔ والدین کے تعاون، ہمدردی اور خندہ پیشانی سے یہ مقصد حل ہو سکتا ہے۔

3۔ مغرب پرستی

دورِ حاضر میں بچوں کی تربیت میں سب سے بڑی رکاوٹ مغرب پرستی ہے۔ ملتِ اسلامیہ اس وقت بدترین زوال و انحطاط کا شکار ہے۔ امتِ مسلمہ کا تعلیم یافتہ طبقہ اسلامی فکر و فلسفہ سے منہ موڑ کر مغربی افکار کا دلدادہ ہو رہا ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے طلباء الاماشاءاللہ مغربی فلسفے، سیکولر افکار اور لادینی نظریات کا مطالعہ تو نام نہاد ترقی پسندی کے لئے کرتے ہیں لیکن بخشش کے سرچشمے سے متمتع ہونے کی انہیں توفیق ہی نصیب نہیں ہوتی۔ ایسی سوچ کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے یوں بیان کیا ہے:

اجمالی طور پر ایمان کی حفاظت کے تقاضے اور شرائط سمجھ لینے سے پہلے ہمارے لئے یہ بات جان لینا لازمی ہے کہ باطل کی طرف سے مسلمانوں کو دولت ایمان سے محروم کرنے کے لئے کس کس سطح پر اور کن کن محاذوں پر حملے کئے جا رہے ہیں جب ہم اس حوالے سے صورت حال کا تجزیہ کریں تو بات سامنے آتی ہے کہ آج کے دور میں ایمان پر تین محاذوں سے حملے ہو رہے ہیں:

ا۔ نظریاتی حملہ(Idealogical Attack)

۲۔ ثقافتی حملہ(Cultural Attack)

۳۔ جذباتی حملہ(Emotional Attack)۔(69)

مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار نے تمام معاشرتی قدروں اور فکر کے زاویوں کو ایک خطرناک اور جدید Modern رخ اور جہت دے دی ہے۔ نتیجتاً شریعت کی گرفت کمزور پڑی تو ہماری زندگی سے اسلامیت یوں رخصت ہوئی کہ ہم محض نام کے مسلمان رہ گئے۔ جب تک والدین اپنے بچوں کی صحیح دینی تربیت کا اہتمام نہ کریں نہیں گھر میں، تعلیمی اداروں میں اسلام کے اخلاقی اقدار اور بہترین کردار کا ساز گار ماحول نہ فراہم نہ کریں تو بگاڑ مزید گہرا ہوتا جائے گا۔ مغربی حملوں کی یلغار سے بچانے کا واحد طریقہ بتدریج اخلاقی و روحانی تربیت سے ممکن ہے اور خود ساختہ متنازعہ امور میں الجھنے کی بجائے اسلامی تعلیمات کا روشن پہلو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

4۔ پرنٹ میڈیا اور اس کے مضر اثرات

جدید ذرائع ابلاغ انسانی ذہن کو بری طرح متاثر کر رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ کو فحاشی اور بداخلاقی پھیلانے کے لیے ایک مہلک طریقہ ہے۔ دنیا کے طاقتور لابیاں اپنے مقاصد کے لیے ذرائع ابلاغ کو ڈھٹائی سے استعمال کر رہی ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول میں بھی ہیں۔ یوں پرنٹ میڈیا بچوں کی شخصیت میں منفی رجحانات کے پھیلانے کا باعث بنتا ہے۔ دلکش تصاویر، فحش کہانیاں اور اخلاقی بے راہ روی سے متعلقہ تحقیقاتی رپورٹوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ ان جرائد کو اگر اخلاق کے سنوارنے کے لیے استعمال کیا جائے اور علوم کو اسلامائز کر کے ذہنوں تک منتقل کیا جائے تو بہت سے فوائد حاصل ہوتے۔ لیکن ان عناصر سے ہی فائدہ حاصل نہیں کیا جارہا۔

"بعض رسائل و اخبارات آرٹ، ثقافت، فلم گلیمر، شوبزنس، کیٹ واک، ڈریس ڈیزائنگ اور اس طرح کے پر فریب ناموں سے میک اپ سے مسلح خواتین اور عریاں اور فحش تصاویر شائع کرتے ہیں۔"(70)

5۔ الیکٹرانک میڈیا اور اس کے مضر اثرات

عصر حاضر میں الیکٹرانک میڈیا بھی بچوں کی شخصیت میں منفی رجحانات کے پھیلانے کا باعث بن رہا ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ساتھ ساتھ اب کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور موبائل فلمیں سب الیکٹرانک میڈیا کا حصہ بن گئے ہیں۔ بچوں کے عادات واطوار کو خراب کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ٹی وی چینل اور دیگر جدید الیکٹرانک میڈیا بھی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچے کو ایمانی و نفسیاتی شخصیت سازی اور معاشرتی و اخلاقی تعمیر کے لیے بچے کو شروع ہی سے نیک صالح لوگوں کی صحبت مہیا کی جائے۔ تاکہ بچہ ان سے وہ شاندار روحانیت اور علم نافع اور برتر آداب اور شاندار اخلاق حاصل کر سکے جس میں اس کی شخصیت اجاگر ہو۔ اسلام نے نیک صحبت کے اختیار کرنے کا اہتمام کیا اور شدت سے اس کا حکم اور تعلیم دی ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿اَ لْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ۝﴾(71)

ترجمہ: سارے دوست واحباب اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے (انہی کی دوستی اور ولایت کام آئے گی)۝

مربی اور حکومت وقت نے اگر ان تمام ذرائع ابلاغ کو یوں ہی کھلا چھوڑے رکھا تو ہمارا معاشرہ مزید بگڑے گا۔ لہٰذا اساتذہ کرام اور والدین اور حکومت وقت کو چاہیے کہ ان کھلم کھلا فحاشی کو مکمل کنٹرول کے ساتھ افراد معاشرہ اور خصوصاً بچوں تک پہنچنے دیں تاکہ بچوں کے اخلاق کو پستی اور ذلت کے کیچڑ سے بچایا جاسکے۔

حاصل کلام

بچہ دنیا میں آتے ہی جس طرح کا ماحول پاتا ہے آہستہ آہستہ اسی میں ڈھلتا چلا جاتا ہے۔ اگر شروع سے ہی اس کی تربیت اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو تو وہ بڑا ہو کر نیک صالح اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار پاتا ہے اور اگر اسے بری صحبت میسر ہو تو وہ نہ صرف یہ کہ گھر کے لئے باعث عذاب ہوتا ہے بلکہ پورے معاشرے میں فساد اور تباہی کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ اور رسول اللہ a کی ہدایات کی روشنی میں بچوں کی پرورش نہایت ضروری ہے اور یہی بقائے انسانی کی ضامن ہے۔ ستم بالائے ستم کہ مغرب پرستی اور ذرائع ابلاغ بالخصوص دور حاضر کے میڈیا نے زندگیوں پر منفی اثرات ہی مرتب کئے ہیں۔ جس سے بچنے کا واحد راستہ والدین کی توجہ، تعلیمی یکسانیت اور ذرائع ابلاغ کا مفید استعمال ہے۔ تربیت میں حائل رکاوٹوں کا حل اسلامی تعلیمات میں موجود ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ تعلیمات نصاب تعلیم کا حصہ بنائی جائیں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی کلچر کو فروغ دیا جائے۔ بچوں کو مغرب پرستی کی بجائے اسلام کی روحانی اقدار سے روشناس کرایا جائے تاکہ مغربی تہذیب کی کشش اور چکاچوند سے فحاشی، عریانی اور مادیت پرستی کے رجحانات کو روکا جاسکے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

حوالہ جات:

(1) القلم، ٤:٦٨.

(2) غزالی، حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی (٥٠٥ھ)۔ إحیاء علوم الدین۔ ٣: ٦١، مصر: مطبعہ عثمانیہ، ١٣٥٢ھ/١٩٣٣ء.

(3) احمد بن حنبل، المسند، ٦: ٩١، رقم: ٢٤٤٥.

(4) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، الرقم حديث:١٣١٩.

(5) انیس، ڈاکٹر ابراہیم، المعجم الوسیط، ١:٣٢١، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی.

(6) أبو سعود، محمد بن عمادی (٨٩٨۔ ٩٨٢ھ/ ١٤٩٣۔١٥٧٥ء)۔ إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم (تفسیر ابی سعود)۔ ١٣:١، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی.

(7) علوان، عبداللہ ناصح، شیخ، تربیۃ الاولاد فی الاسلام، الجزء الثانی، ٦٠٧، مصر، دار السلام للطباعۃ والنشر والتوزیع، ١٩٩٢ء.

(8) فیروز الدین، الحاج، مولوی۔ فیروز اللغات۔ ٤٥٣، لاہور، پاکستان، فیروز سنز لمیٹڈ، ٢٠٠٧ء.

(9) التحریم، ٦٦: ٦.

(10) شاہدہ رومانی، اصول نفسیات، صفحہ ٧٩.

(11) النور، ٢٤: ٣١.

(12) طہٰ، ٢٠: ١٣٢.

(13) النساء، ٤:١١.

(14) الممتحنۃ، ٦٠: ١٢.

(15) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القرآن والمدن، ١: ٣٠٤، رقم: ٨٥٣.

(16) ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی ۔السنن۔ کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی آداب الولد، ٤: ٣٣٧، رقم: ١٩٥١، بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ١٩٩٨ء.

(17) ترمذی، السنن، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی آداب الولد، ٤: ٣٣٨، رقم: ١٩٥٢.

(18) حاکم، المستدرک علی الصحیحین۔ ٤: ٢٩٢، رقم: ٧٦٨٠.

(19) جصاص، أحکام القرآن، ٥: ٣٦٥.

(20) حاکم، أبو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد ۔المستدرک علی الصحیحین۔ ٢: ٥٣٦، رقم: ٣٨٢٦، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤١١ھ/١٩٩٠ء؛ السيوطي, الدر المنثور، 8:225.

(21) جصاص، ابو بکر احمد بن علی رازی حنفی ۔ احکام القرآن۔ ٥: ٣٦٤، بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی، ١٤٠٥ھ.

(22) طبرانی، سلیمان بن احمد ۔المعجم الصغیر۔ ٢: ٢٣، رقم: ٧١١، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٠٣ھ/١٩٨٣ء.

(23) السيوطي،عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين (911هـ) الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير، ١: 57، رقم: 487، بیروت، لبنان: دار الفکر ، 1423هـ - 2003م

(24) عبدالرزاق، ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی ۔ المصنف۔ ٤: ١٥٤، رقم: ٧٢٩٩، بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٤٠٣ھ.

(25) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب رحمۃ الناس والبھائم، ٥: ٢٢٣٨، رقم: ٥٦٦٢.

(26) ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی ۔المصنف۔ ١: ٣٠٥، رقم: ٣٤٨٣، ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ١٤٠٩ھ.

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

(27) ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱: ۳۰۵، رقم: ۳٤۸٥.

(28) أبن أبی شیبہ، المصنف، ۱: ۳۰۵، رقم: ۳٤۸۷.

(29) جمعہ، احمد خلیل، الطفل فی ضوء القرآن والسنۃ والادب، ۲۰۰۱ء، الیمامۃ، دمشق، بیروت.

(30) ایس ایم شاھد، تناظرات تعلیم، صفحہ ۱۶۱، مجید بک ڈپو لاہور، ۱۹۹۹ء.

(31) غزالی، امام، احیاء علوم الدین، ۵۷.

(32) خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام: ۵، المکتبہ العلمیہ لاہور، ۱۹۷۸ء.

(33) عبد الرشید ارشد، تعلیم وتربیت، ص: ۴۳.

(34) دار قطنی، السنن، ا: ۲۳۰، رقم: ۲.

(35) غزالی، امام، کیمیائے سعادت، ۴۱۶.

(36) بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد االله بن موسیٰ - شعب الایمان- ٦: ۳۹۸، رقم: ۸٦٤۹، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱٤۱۰ھ/۱۹۹۰ء.

(37) أبوداؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، ۱: ۱۳۳، رقم: ٤۹۱.

(38) علوان، عبداالله ناصح، شیخ، تربیۃ الاولاد فی الاسلام، الجزء الاول، ۱٦٤.

(39) خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام: ۲۴۱.

(40) غزالی، احیاء علوم الدین، مترجم: مولانا محمد صدیق ہزاروی، ۱۳٤.

(41) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، ۱: ۲۱، رقم: ۳٤.

(42) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان قول النبی a سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر، ۱: ۸۱، رقم: ٦٤.

(43) أحمد بن حنبل، المسند، ٥: ۲٤۳، رقم: ۲۲۱٥۸.

(44) النور: ۲٤: ۳۰، ۳۱.

(45) الاحزاب، ٥۹:۳۳.

(46) ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان- الصحیح- ۱۳: ۲۸، رقم: ٥۷۲۱، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱٤۱٤ھ/۱۹۹۳ء.

(47) احمد بن حنبل، المسند، ٤: ۱۳۲، رقم: ۱۷۲۲٥.

(48) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الأشربۃ، باب کراھیۃ الشرب قائما، ۳: ۱٦۰۱، رقم: ۲۰۲٦.

(49) ابن ماجہ، السنن، المقدمہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ۱: ۸۱، رقم: ۲۲٤.

(50) اسماعیل حقی، إسماعيل حقي بن مصطفى الحنفي- تفسیر روح البیان- ۵: ۲۷۴، کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء.

(51) شبلی، احمد، ڈاکٹر، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ، ترجمہ: محمد حسین خان زبیری، ص ۹۲۱، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹٦ء.

(52) ضیاء الدین اصلاحی، "مسلمانوں کی تعیم" صفحہ، ۳۰۱، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور پاکستان، ۱۹۹۴.

(53) مرتضیٰ مظہری استاد شہید، آیت اللہ، اسلام میں تعلیم وتربیت، ص ۱۳۲، امامیہ پبلی کیشنز پاکستان، ۱۹۹۷.

(54) مروزی، الحسین بن الحسن بن الحرب أبو عبد االله، البر والصلۃ، ۸۱، رقم: ۱٥٥، دار الوطن السعودیۃ العربیۃ، ۱٤۱۹ء.

(55) بیہقی، شعب الایمان، ٦: ٤۰۲، رقم: ۸٦۷۰.

(56) علوان، عبداالله ناصح، شیخ، تربیۃ الاولاد فی الاسلام، الجزء الاول، ۱۲۳.

(57) علوان، عبد اللہ ناصح، شیخ، اسلام اور تربیت اولاد، ا: ۵۵، جامع علوم اسلامیہ علامہ نبوری ٹاؤن کراچی.

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

(58) طبری، تفسیر جامع البیان، ۲۸، ۱٦٦.

(59) طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید. جامع البیان فی تفسیر القرآن. ۲۸، ۱۱٦، بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱٤۰۰ھ/۱۹۸۰ء.

(60) ضیاءالدین اصلاحی، مسلمانوں کی تعلیم، صفحہ ۲۰۳.

(61) محمد حنیف عبد المجید، مولانا، مثالی ماں، صفحہ :۱۷۳، زم زم پبلیشرز، ۱۴۱۹ء.

(62) نعیم صدیقی، تعلیم کا تہذیبی نظریہ، ۳۱۳، الفضل ناشراں لاہور، ۲۰۰۹ء.

(63) وحید قریشی، ڈاکٹر، تعلیم کے بنیادی مباحث، ص ۸۴، اسلام آباد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ۲۰۰۱ء.

(64) مرتضی مطہری، آیت اللہ، ترجمہ، سید ریاض حسین صفوی، اسلام میں تعلیم وتربیت، ۲۹۱، پاکستان، امامیہ پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء.

(65) سلیم منصور، دینی مدارس کا نظام تعلیم، صفحہ ۹٦، اسلام آباد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ۲۰۰۴ء.

(66) علوان، عبداللہ ناصح، شیخ، تربیۃ الاولاد فی الاسلام، الجزء الاول، ۱۲۳.

(67) محمد اسلم زاہد، مولانا، حافظ، تحفۃ الاطفال، ناشر شرکت الامیاز، س ن رحمانی مارکیٹ غزنی سٹریٹ لاہور.

(68) حسین محی الدین، بچوں کا استحصال، صفحہ ۲۰، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۹ء.

(69) محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، شیخ الاسلام، ایمان پر باطل کا سہ جہتی حملہ اور اسکا تدارک، ص:۱۷.

(70) محمد وسیم اکبر شیخ، ڈاکٹر، ذرائع ابلاغ اور اسلام، ۱۲۲، لاہور، مکہ پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء.

(71) الزخرف، ٤۳: ٦۷.